سُوۡرَۃُ آلِ عِمۡرَان کی تفسیر

Lesson 15: Ale Imraan (Ayaat 186 - 200): Day 169

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بہت خوبصورت بات ہمیں بتا دی۔

ہم نے اِن آیات کا موضوع رکھا تھا فطرتِ سلیمہ پر ہونے والے نشانیوں سے اپنے رَبّ کو پا لیتے ہیں۔

یہ جو ہم گناہ کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی گناہ کرتے دیکھتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں اللہ کی معرفت نہیں ہے۔ آج ہمیں اللہ کی اَصل حقیقت سمجھ آ جائے یعنی اللہ کی معرفت مل جائے تو ہم گناہ کر ہی نہیں سکتے۔ اگر ہم نماز صحیح نہیں پڑھتے تو اُس کی وجہ یہی ہے کہ ہمیں اللہ کی قدر ہی نہیں ہے۔

اگر ہم گناہ سے نہیں رکتے تو ہمیں اللہ کا ڈر نہیں ہے۔

آج ہم زیادہ تر لوگ اس لئے مسلمان ہیں کیونکہ ہم مسلمان گھرانوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ اللہ نے ہمارے لئے مسلمان گھرانہ منتخب فرمایا ہے۔ لیکن جو لوگ مسلمان نہیں ہیں وہ بھی اگر اِن آیات کو پڑھ لیں اور سمجھ لیں تو اگر تو وہ فطرتِ سلیمہ پر ہیں تو ضرور اللہ کی معرفت پا لیں گے مسلمان ہو جائینگے۔ بے شک وہ کافر گھرانے میں ہو، چاہے کسی جنگل میں رہتا ہو۔ وہ اس حقیقت کو پا لے گا کہ؛

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۚ

﴿۱۹۰﴾ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

یہ کائنات اللہ کی قدرت کا بولتا ہُوا ثبوت ہے۔ ایک دہریے نے ایک بچے سے کہا میں خدا کو نہیں مانتا، اگر تم ثابت کر دو کہ خدا ہے تو میں تمہیں سو ڈالر دونگا، بچے نے کہا کہ آپ یہ ثابت کر دیں کہ

خدا نہیں ہے میں آپ کو دو سوڈالر دونگا۔ ہر چیز بول بول کر اللہ کے وجود کا احساس دلاتی ہے۔ یہ آیات اللہ کا بندے سے تعارف کرواتی ہیں۔ اتنے بڑے رَبّ کی کتاب آپ اس وقت پڑھ اور پڑھا رہے ہیں۔ انسان غور کرے کہ ہم اللہ کے کلام کو پڑھ رہے ہیں جو پوری کائنات کا رَبّ ہے تو دل کی حالت بدل جاتی ہے۔

جب بھی قرآن یا سپارے کو پکڑیں تو بہت عزّت اور پیار سے پکڑیں۔ اپنی محبت اور احترام کا اظہار کریں۔

جیسے کوئی عمارت ہوتی ہے تو سب سے اہم چیز اُس کی بنیاد ہے کیونکہ اُسی کے اوپر پوری عمارت کھڑی ہے۔ اسلام ایک گھر ہے ایک بہت بڑی عمارت ہے۔ پوری شریعت اس کے کمرے ہیں۔

اسلام کی بنیاد ایمان ہے۔ ایمان دو طرح کا ہوتا ہے۔ تقلیدی (رسمی) ایمان۔ مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والے بچے کا ایمان۔ جو کچھ گھر میں ہوتے دیکھا، اُسی پر چلتا رہا۔ بس رسمی ایمان ہے۔ دوسروں کو دیکھ کر تقلید کرتا رہا۔ یعنی اوپر اوپر سے۔

ایک اکتسابی ایمان۔ اکتساب کسب سے ہے یعنی کمانا۔ ایسا ایمان جو بندہ خود حاصل کرے۔ ابراہیمؑ نے سورج چاند ستارے کو دیکھ کر پھر اللہ کی پہچان کی، پوری تفصیل ہم سورۂ انعام میں پڑھیں گے۔

پھر سلیمان فارسیؓ کی مثال ہے وہ فارس میں تھے آتش پرست گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اللہ نے ان کا دِل کھولا۔ وہ سوچتے کہ خود آگ جلاتے ہیں پھر اُس کو سجدے کرتے ہیں۔ پھر ایک یہودی کے غلام بنے اور اللہ کا کرنا کہ خود مدینہ پہنچ گئے۔ اللہ کے نبیؐ کے پاس آ گئے۔ اور اسلام قبول کر لیا۔

گویا غیر مسلم کو بھی رَبّ مل جاتا ہے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ فطرت سلیم ہو اور غور و فکر کریں۔

وحی یعنی قرآن کا تعلق ہماری فطرت سے ہے۔ وحی کا تعلق انسان کی جبلت سے ہے۔ کچھ چیزیں فطرت میں بھی ہیں اور اسلام میں بھی ہیں۔، قران ہماری فطرت سے مناسبت رکھتا ہے۔

ایک دوسری طاقت ہے عقل۔ عقل کا تعلق فلسفے سے ہوتا ہے

مثال: ایک بہن بھائی کا نکاح نہیں کر سکتے۔ فطرت کے خلاف بات ہے۔ کسی بھی مذہب میں یہ جائز نہیں ہے۔ چاہے عقل کوئی دلائل دے۔

قرآن ہماری فطرت سے ملتا ہے۔ آپ کو کئی دفعہ محسوس ہُوا ہو گا کہ آج کے قرآن کے سبق میں تو میری بات کی گئی ہے۔ آج تو میرے مسئلے کا جواب مل گیا۔

اللہ کے ساتھ ہمارا تعلق خوف سے نہیں بنے گا۔ کہ سزا دے گا۔ جہنم میں پھینک دے گا۔

اللہ کے ساتھ بندے کا تعلق جذباتی ہے۔ جب تک دل نہیں ملتا تو نماز سے بھی کچھ نہیں ملتا۔

ترا دل تو ہے صنم آشنا، تجھے کیا ملے گا نماز میں

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا؛ تیری نماز کا وہی حصّہ قبول ہوتا ہے جس میں تیرا دل حاضر تھا۔

جب بندہ قرآن پڑھے تو فطرت کے ساتھ بالکل سیٹ ہو جاتا ہے۔ عقل توجیہات دیتی ہے۔ وجوہات بتاتی ہے۔ لیکن فطرت بس قبول کر لیتی ہے۔ مثال بہن بھائی کے نکاح کو عقل شائد مان لے کہ جائز

کیوں نہیں لیکن فطرت اس بات کو قبول نہیں کرتی۔ جو لوگ قرآن کو عقل سے سمجھنا چاہتے ہیں وہ بھٹک سکتے ہیں۔ جو فطرت سمجھ کر قبول کرینگے وہ صحیح راستے پر ہوتے ہیں۔

غور و فکر کرنے کے بعد فطرت اس قرآن کو تسلیم کر لیتی ہے۔ بندہ حقیقت میں رَبّ کو پالیتا ہے۔

اکتسابی ایمان یہی ہے کہ انسان سوچ سمجھ کر پھر اللہ کی معرفت پالیتا ہے۔ وہ مکمل طور پر رَبّ کے آگے جھک جاتا ہے۔ اُسے پھر کھڑے بیٹھے، لیٹے رَبّ یاد آتا ہے۔ چلتے پھرتے بولتے، اللہ کو یاد کرتا ہے۔ یہاں ہم دو لفظوں پر غور کرینگے۔

یَذْكُرُوْنَ ۔ ایک ہے ذِکر۔ یَتَفَكَّرُوْنَ ۔ ایک ہے فکر۔

یَذْكُرُوْنَ :ذِکر اللہ کو یاد کرنا۔ دین کا کام کرنا۔ مذہبی علما لوگوں کو سکھاتے ہیں۔

یَتَفَكَّرُوْنَ:فکر یہ ہے کہ غور و فکر کریں۔

عام طور پر لوگ عبادات کرتے ہیں لیکن سوچ بچار نہیں کرتے۔

یعنی Research نہیں کرتے۔ سورج چاند ستاروں پر کمندیں نہیں ڈالتے۔ علم حاصل کر کے کائنات پر غور و فکر نہیں کرتے۔ خلاء پر شٹل نہیں بھیجتے۔

دیندار صرف ذِکر پر توجہ دے رہے ہیں۔ فکر پر کام نہیں ہو رہا ہے۔ سائنس اور علمی کام نہیں ہو رہے۔ تو نتیجہ کیا نکلا کہ کچھ لوگ صرف دین کے ہو کر رہ گئے اور جنھوں نے سائنس پر کام کیا اُن کی زندگی میں رَبّ نہیں تھا۔ وہ پوری دُنیا کی سائنس پر چھا گئے۔

ایک دیندار بندے نے سوچا کہ آسمان پر چاند ہے میں بھی بنا سکتا ہوں۔ جب کچھ گیسوں کو جمع کر کے چاند بنایا تو مُرتد ہو گیا کہ میں بھی فلاں کام کر سکتا ہوں۔ خدائی کا دعویٰ کر دیا۔

ڈارون عیسائی پادری تھا۔ علم حاصل کیا۔ اور اپنا نظریہ پیش کر دیا۔ پھر دین کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اللہ کو بھی ماننے سے انکار کر دیا۔

سائنسدانوں کا بھی آپس میں جھگڑا چلتا رہتا ہے کہ کس نے کیا ایجاد کیا۔ کون بڑا ہے کون کچھ خاص کر سکا یا نہیں۔ جب ذِکر کے بغیر غور و فکر ہو گا تو پھر وہی ہو گا جو آج ہو رہا ہے۔ آج غیر مسلم سب ایجادات کر رہے ہیں اور ہم بیٹھے صرف اللہ اللہ کر رہے ہیں۔ ہم بیٹھے دوسروں کی طرف دیکھتے ہیں۔ مدد کے لئے بھی اور سائنسی ایجادات کے لئے بھی۔ جب دُنیا کا سارا علم غیر مسلموں کے پاس گیا تو وہ ہمارے بے تاج بادشاہ بن گئے۔ دنیاوی علوم کے ماہرین نے سب کو نیچے کر دیا۔

جب اسلام اپنے عروج پر تھا تو ہر طرح کے ماہرین مسلمان تھے۔ بہترین سائنسدان اپنی لیبارٹری میں کام کرتے جونہی حی علی الصلاۃ کی آواز آتی تو نماز کے لئے مسجد پہنچ جاتے۔ بہترین ڈاکٹر مسلمان۔ بہترین تحقیقی کام مسلمان کرتے تھے۔ This was the best combination

جب دوبارہ عروج آیا تو انشاء اللہ اِسی سے آنا ہے۔ ہماری نوجوان نسل انشاء اللہ بہترین مسلمان ہونگے اور دنیا کے میدان اور علوم کے میدان میں بھی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑیں گے۔ اس کے اَثرات نظر آنا شروع ہو گئے ہیں۔ اسلام دُنیا پر حکومت کرے گا۔

ذِکر اور فکّر ایک جگہ ہی ہونا چاہیئے۔

انشاءاللہ اَب پڑھا لکھا طبقہ آگے آئے گا۔20ویں صدی مسلمانوں کا تاریک دور تھا۔

جب ایک دیندار سائنسدان اللہ کی قدرت دیکھتا ہے تو کہہ اُٹھتا ہے؛) اور کہتے ہیں) کہ اے پروردگار! تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیو (۱۹۱)۔

ابھی تو بہت کم لوگ مسلمان ہو رہے ہیں۔ جب قابل لوگ آگے آئینگے تو لوگوں کو خود ہی اسلام کی طاقت دکھا دینگے۔ اس لئے ہمیں بہت ضرورت ہے کہ قابل اور دیندار پڑھے لکھے لوگ آگے آئیں۔

سائنس کے اُستاد اللہ کی قدرتیں سکھائیں۔ بچوں کو سائنس کے ساتھ دین بھی آئے گا۔

جب تک مسلمان دنیاوی علم میں آگے نہیں آئینگے، دین کو کیسے ساتھ لے کر چلیں گے۔

اے پروردگار جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اسے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (۱۹۲)۔ اللہ سے دعائیں مانگیں۔

اے پروردگار ہم نے ایک ندا کرنے والے کو سنا کہ ایمان کے لیے پکار رہا تھا (یعنی) اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے اے پروردگار ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے محو کر اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا (۱۹۳)

یہاں سے ہمیں یہ بھی پتا چل رہا ہے کہ نیک اعمال کو وسیلہ بنا کر دعا مانگ سکتے ہیں۔ کہ یا اللہ ہم تجھ پر ایمان لائے، تو ہمیں معاف کر دے ہمیں بخش دے۔

- اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔
- بخاری کی روایت ہے کہ تین لوگ غار میں پھنس گئے تھے تو اپنے نیک اعمال کا وسیلہ بنا کر دعا مانگی اور دعا قبول ہو گئی۔
- اللہ کے سارے خوبصورت ناموں کا وسیلہ بنا کر دعا مانگنا جائز ہے۔
- اللہ کی صفّات کا وسیلہ دیا جا سکتا ہے۔ یا حی یا قیوم برحمتك نستغیث
- اللہ کی رحمت اور برکت کا وسیلہ دیا جا سکتا ہے۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انك حمید مجید
- انسان اپنے گناہوں کی معافی کا وسیلہ دے سکتا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنتَ سُبۡحٰنَكَ اِنِّي كُنتُ مِنَ الظّٰلِمِينَ

پھر آگے اللہ فرماتے ہیں۔ کہ کافروں کی کامیابیاں دیکھ کر دھوکے میں نہ آجانا؛

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِي الۡبِلَادِ ؕ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيۡلٌ ۟ ثُمَّ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ (اے پیغمبر) کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا تمہیں دھوکا نہ دے (۱۹۶) (یہ دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ ہے پھر (آخرت میں) تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے (۱۹۷)۔

ان سے متاثر نہ ہونا۔ دنیا کی ترقی کا اُصول ہے کہ جو جس کام کے لئے محنت کرے گا اللہ اُس کی محنت کا صِلہ اُس کو دنیا میں دے دینگے۔ ظاہری ترقی صرف دنیاداری کے لئے ہے۔ لیکن ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہ بہت بُری جگہ ہے۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾ لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) ان میں ہمیشہ رہیں گے (یہ) خدا کے ہاں سے (ان کی) مہمانی ہے اور جو کچھ خدا کے ہاں ہے وہ نیکوکاروں کے لیے بہت اچھا ہے۔

دو کردار دِکھادئے گئے کہ ایک کفر میں ہے لیکن ترقی کر رہا ہے۔

ایک اللہ سے ڈرتا ہے مسلمان ہے۔ تقویٰ کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔ اصل میں وہ کامیاب ہے۔

نُزُلًا : اس کے معنی ہیں پہلا کھانا۔ ہم کتنا اہتمام کرتے ہیں کہ امپریشن اچھا پڑے، پہلی دعوت بہت اچھی ہو۔ اللہ جنّتی لوگوں کو پہلا کھانا اپنی پسند سے کھلائیں گے۔ شرط صرف یہ ہے متقی ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم "يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، ذُخْرًا، بَلْهَ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ". ثُمَّ قَرَأَ {فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ} صحیح بخاری: 3244

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں، جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی خیال گزرا ہے۔ اگر جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو" پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کیا چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں"۔

غور کریں کہ کائنات کا رَبّ ہم سے کتنی محبت کرتا ہے۔ قرآن کی محفل میں بیٹھ کر ہم جنّت کی سیر کرتے ہیں۔ کبھی کبھی تو سوچ میں آتا ہے کہ کیا یہ حقیقت ہے؟

قرآن پڑھتے ہوئے کوئی تھکن یا بوجھ محسوس نہیں ہوتا کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اللہ کی نشانیاں دیکھ کر ہمیں اچھا لگتا ہے۔

اب اللہ فرماتے ہیں کہ اہلِ کتاب میں بھی اچھے لوگ ہیں۔

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۗ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩٩﴾ اور بعض اہلِ کتاب ایسے بھی ہیں جو خدا پر اور اس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور اس پر جو ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے آگے عاجزی کرتے ہیں اور خدا کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہیں لیتے یہی لوگ ہیں جن کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں تیار ہے اور خدا جلد حساب لینے والا ہے۔

وہ اللہ سے ڈرتے ہیں۔ وہ سچے دِل سے مسلمان ہیں۔ اپنے دین پر بھی ایمان لائے اور اللہ کے نبی ﷺ کے دین پر بھی ایمان لائے۔ یہاں سے لگتا ہے کہ اللہ کو اپنے ہر بندے سے پیار ہے۔ اللہ اُن کی تعریف فرما رہے ہیں۔ جو اسلام سے پہلے بھی اچھے انسان تھے اور پھر اسلام قبول کیا تو بھی صدقِ دِل سے مسلمان ہو گئے۔ اللہ نے چند مُٹھی بھر دینداروں کی تعریف کر دی۔ جو پہلے اپنی شریعت پر تھے پھر مسلمان ہو گئے۔ حدیث میں ہے کہ اُن کو ہر عمل کا دوگنا اجر ملتا ہے۔

اگلی آیت میں ہر مومن ہر ایمان والے کو مخاطب کیا گیا ہے؛

ہر وہ ایمان والا جس کے دِل میں اُمّت کا درد ہے۔ ہمیں چار کاموں کا حکم دیا گیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۣ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۲۰۰

اے اہل ایمان (کفار کے مقابلے میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور مورچوں پر جمے رہو اور خدا سے ڈرو تاکہ مراد حاصل کرو۔

ہم سب کو یہاں اپنا اپنا نام لکھنا چاہیئے، ہمیں مخاطب کیا گیا ہے۔ ہمیں مسلمانوں کی زبوں حالی کا بہت دکھ ہے۔ تو کیا کریں؟

1: اصْبِرُوْا : ثابت قدم رہو: صبر کریں۔ (ذاتی) پہلے خود دین پر عمل کریں۔ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اور صبر کرو۔ سیلف کنٹرول کرو۔ گناہوں پر رُکنے پر صبر۔ انفرادی صبر۔ دکھ تکلیف پر صبر۔

2: وَصَابِرُوْا ۔ ثابت قدم رہو: دشمن سے بڑھ جاؤ۔ ایک صبر تو وہ ہے جو ذاتی ہے۔ اب تم نے دوسروں کو بھی روکنا ہے۔ خود جم جاؤ اور دوسروں کو بھی ساتھ جما کر رکھو۔ ثابت قدمی دکھاؤ۔

3: وَرَابِطُوْا : رابطہ رکھو۔ مربوط رہو۔ عربی معنیٰ، پہرے پر رہنا (مورچوں پر جمے رہو)۔ نظم وضبط سے رہنا۔ اُمّتِ مسلمہ کو ڈسپلن سکھایا جارہا ہے۔ نفس کو اچھی نیّت پر باندھنا۔ رابطہ معنیٰ بندھے رہنا۔

اس کے درجے ہوتے ہیں۔

اچھی نیّت سے خود کو باندھے رکھیں۔ جذباتی ہو کر نیکی کریں پھر پچھتائیں تو یہ غلط ہے۔

1. پہلا درجہ نیت کرکے نیکی کریں اور ثابت قدم رہیں۔
2. دوسرا درجہ دوسروں کو ساتھ لے کر چلو۔
3. تیسرا، صلہ رحمی کرو۔
4. چوتھا۔ سرحدوں کی حفاظت کرو۔ مورچے پر جمے رہو۔
5. پانچواں درجہ: علمی سرحدوں کی بھی حفاظت کریں / قرآن اور حدیثؐ کے علم کو عام کریں۔
آج بدعات ہیں اور فرقہ بندی ہے۔

4:وَاتَّقُوا اللّٰہَ: خدا سے ڈرو۔ چوتھا کام یہی ہے کہ اللہ سے ڈریں۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ: پھر ہمیں کامیابی ملے گی۔ زندگی میں جب دین آئے تو نیکیاں کرنا آسان لگنا چاہیئے۔

حدیثؐ۔ تین کام ایسے ہیں کہ فرشتے آپس میں جھگڑتے ہیں کہ وہی وہ نیکی کا کام لکھنا چاہتے ہیں کیونکہ اُس نیکی کا اجر بہت زیادہ ہے۔ اُس میں ایک کام مشکل حالات میں وضو کرنا۔ چل کر مسجد جانا۔ تیسرا ایک نماز سے دوسری نماز تک کا انتظار کرنا۔ ہم کیا کریں؟

جب ذاتی زندگی میں ایک مسلمان ایسا ہو جائے گا تو انشاءاللہ مسلمان کی علمی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت ہو گی۔ آخری آیات میں مسلمانوں کی کامیابی کا راز ہے۔ آپس میں رابطے رکھیں۔ جم جائیں۔ نیکیوں پر ثابت قدم رہیں۔ گھر والوں اور دوستوں کو ساتھ لے کر چلیں۔